

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام بن محمد بھٹوی

تحقیق و تنقید

نفاذ شریعت کا مطالبہ کیوں؟

قسط ۴
آخری

حدود کو شہادت سے معاف کرنے کی روایت :

بات کو مکمل کرنے کے لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حد باطل کرنے کے لیے بار بار جس روایت کو دلیل بنایا گیا ہے اس کی حیثیت واضح کر دوں اور یہ بھی واضح کر دوں کہ اگر اسے صحیح مانا جائے تو مکمل روایت کیا ہے؟ جسے اگر مد نظر رکھا جاتا تو کسی کو تعطیل حدود (حدود ختم کرتے) کی جرأت ہی نہ ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ شہرہ سے حد بٹا دینے کی جتنی روایات ہیں، ان میں کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایسی سند سے نہیں پہنچتی جس سے کوئی روایت ثابت قرار دی جاسکتی ہے وہ روایات درج ذیل ہیں :

۱۔ حضرت عائشہؓ کی روایت :

ہدایہ کی تخریج نصب الراية کے مولف حنفی بزرگ، زیلعی فرماتے ہیں :

”ترمذی نے محمد بن ربیع سے، یزید بن زیاد سے، زہری سے، عروہ سے، عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”إِذَا رَأَوْا الْحُدُودَ دَعَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ كَانَ لَهَا مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيلَهُ فَإِنَّ الْإِمَامَ أَنْ يَخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَخْطِئَ فِي الْعُقُوبَةِ“۔ انتہی

یعنی ”مسلمانوں سے حدود کو بٹاؤ جس قدر تم طاقت رکھتے ہو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ ہو تو اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ امام کا معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔“

”ترمذی نے کہا: ہم اس حدیث کو مرفوع نہیں جانتے مگر محمد بن ربیعہ کی حدیث سے جو انہوں نے یزید بن زیاد سے، زہری سے روایت کی ہے اور یزید بن زیاد حدیث میں ضعیف ہے۔ اور اسے وکیع نے یزید بن زیاد سے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع روایت نہیں کیا۔ اور وہ زیادہ صحیح ہے۔ پھر ترمذی نے اسے وکیع سے روایت کیا ہے جو وہ یزید سے موقوف، بیان کرتے ہیں انتہی۔ اور اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے کہا: ”یہ صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔“ ذہبی نے اس کی مختصر میں اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے:

”یزید بن زیاد کے متعلق نسائی نے کہا ”متروک ہے۔ انتہی۔“ اور ترمذی نے اپنی ”علل کبیر“ میں کہا ہے: ”محمد بن اسماعیل نے کہا:

”یزید بن زیاد منکر الحدیث گیا گزرا ہے۔ انتہی۔“ اور اسے دارقطنی پھر بہیقی نے اپنی سنن میں مرفوعاً روایت کیا ہے اور بہیقی نے کہا ہے: ”موقوف زیاد صحیح ہے۔“ (حضرت عائشہؓ کی روایت پر زیلعی کا کلام ختم ہوا۔ نصب الراية ۴/۲ ج ۲ مطبع علوی)

محدث کبیر ناصر الدین البانی حفظہ اللہ نے ”ارواء الغلیل فی تخریج احادیث من السبل“ میں اس کلام کے علاوہ کئی زائد چیزیں بیان فرمائیں ہیں، ان میں سے دو باتیں یہاں قابل ذکر ہیں:

۱۔ یہ روایت مرفوع بھی ضعیف ہے اور موقوف بھی۔ کیونکہ دونوں کا مدار یزید بن زیاد دمشقی پر ہے جس کا حال اوپر گزر چکا ہے۔ تو بعض محدثین کے موقوف کو مرفوع سے زیادہ صحیح قرار دینے سے حاصل کچھ نہیں کیونکہ جس وجہ سے مرفوع ضعیف ہے وہ وجہ موقوف میں بھی موجود ہے۔“

۲۔ بہیقی نے کہا ہے: ”اور اسے رشد بن سعد نے عقیل سے زہری سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور رشد بن ضعیف ہے۔“

۲۔ حضرت علیؓ کی روایت:

زیلعی فرماتے ہیں: ”دارقطنی نے اپنی سنن میں مختار تمار سے، ابو مہر سے، علی سے

روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے: "إِدْرَاوُ الْحُدُودَ - انتہی! یعنی "حدود کو ہٹاؤ۔ انتہی!" اور مختار متار ضعیف ہے و (ذیلی کے کلام کا ترجمہ ختم ہوا۔ ص ۵۳ ج ۲)

شیخ البانی نے فرمایا: یہ روایت بیہقی میں بھی ہے۔ مختار متار کے متعلق تقریب میں ہے: "ضعیف" اور بخاری نے فرمایا ہے: "منکر الحدیث!" بیہقی نے اسے مختار متار سے اس کی ایک اور سند کے ساتھ علی سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں: "وَلَا يَبْغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُعْطَلَ الْحُدُودَ" اور امام کے لائق نہیں کہ وہ حدود کو معطل کرے۔"

۳۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت:

ذیلی فرماتے ہیں: "ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی سند میں روایت کیا ہے: ہمیں اسحق بن اسرائیل نے بیان کیا، ہمیں وکیع نے بیان کیا، مجھے ابراہیم بن فضل مخزومی نے سعید مقبری سے ابو ہریرہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِدْرَاوُ الْحُدُودَ مَا اسْتَطَعْتُمْ انتہی" یعنی "حدود کو ہٹاؤ جس قدر ہٹا سکو" اور ابن ماجہ نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ ہمیں عبد اللہ بن الجراح نے بیان کیا ہمیں وکیع نے اسی سند سے مرفوعاً بیان کیا: "إِدْفَعُوا الْحُدُودَ مَا وَجَدْتُمْ لَهَا هَدَفًا" یعنی "جب تک تمہیں ہٹانے کی کوئی صورت ملتی ہے حدود کو ہٹاؤ" (ذیلی کے کلام کا ترجمہ ختم ہوا ص ۵۳ ج ۲) شیخ ناصر الدین نے اس پر لکھا ہے کہ یوسف بن علی نے "الزوائد" (ق ۱/۱۵۸) میں اس حدیث کے متعلق کہا ہے:

"یہ سند ضعیف ہے۔ ابراہیم بن فضل مخزومی کو احمد، ابن معین، بخاری، نسائی، ازدی اور دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔" (الارواء ص ۳۶ ج ۸)

۴۔ مرسل عمر بن عبد العزیز:

محدث البانی فرماتے ہیں: "تاریخ دمشق میں ابن عساکر نے محمد بن احمد بن ثابت کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ہمیں ابو مسلم ابراہیم بن عبد الصمد نے بیان کیا ہمیں محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، ہمیں محمد بن علی شامی نے بیان کیا، ہمیں ابو عمران جوئی نے بیان کیا، انہوں

نے کہا، عمر بن عبدالعزیز نے کہا: اس سے آگے ایک قصہ ذکر کرنے کے بعد مذکور ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "ادْرَاؤُا الْحُدُودَ بِالْثَّيْبَةِ هَلَا" یعنی "حدود کو شبہ کے ساتھ بٹا دو۔" ابوسعہ سمعانی نے اسی طریق سے "الذیل" میں اسے روایت کیا ہے جیسا کہ "المقاصد الحسنہ" (رقم ۴۶) میں ہے اور کہا ہے: "ہمارے شیخ نے کہا: "اس کی سند میں غیر معروف راوی موجود ہیں۔"

گویا مرسل ہونے کے علاوہ اس کی سند بھی صحیح نہیں۔

۵۔ ابن عباسؓ کی روایت:

شیخ ناصر الدین فرماتے ہیں۔ "حارثی نے "مسند ابی حنیفہ" میں مقسم عن ابن عباس کی سند سے "ادْرَاؤُا الْحُدُودَ بِالْثَّيْبَةِ مَا اسْتِطَعْتُمْ" یعنی "جہاں تک کر سکو حدود کو شبہات کے ساتھ دور کرو" روایت کیا ہے۔ یہ روایت ابن عدی کے ہاں بھی اسی طرح ہے۔ اور یہ روایت ضعیف ہے۔ (شیخ ناصر الدین کا کلام ختم ہوا)

یہ وہ کل روایات ہیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے، مگر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں!

صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں مکمل روایت:

اگر یہ روایات صحیح بھی مانی جائیں، تو ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کو بہانہ بنا کر حدود کو معطل ہی کر دیا جائے جیسا کہ ہمارے قانون سازوں نے کیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں صاف الفاظ موجود ہیں جن میں آپ نے ان روایات کو تعطیل حدود کا بہانہ بنانے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"وَلَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُعْطِلَ الْحُدُودَ"

اور امام کے لائق نہیں کہ وہ حدود کو معطل کر دے" (حوالہ اوپر گزر چکا ہے)

اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے قانون سازوں کا اس روایت کو ہر موقع پر لیے دریغ استعمال کر کے حدود کو معطل کر دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مقصد و منشاء کے منافی خلاف ہے۔ اسی طرح بعض صحابہؓ سے منقول اس مفہوم کے الفاظ کا مطلب بھی "لَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُعْطِلَ الْحُدُودَ" کو مد نظر رکھ کر متعین کیا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ حدود اللہ نافذ کرتے تھے نہ کہ ہمارے ان بھائیوں کی طرح حدود ختم کرنے کے قانون بناتے تھے۔ چنانچہ ہمت سے شہادت، جن کی بناء پر ان حضرات نے حد ساقط کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے زمانے میں پیش آنے والے واقعات میں بھی موجود ہیں۔ مگر اُس وقت ان سے حد ساقط نہیں ہوئی بلکہ چوروں کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ مثلاً ملاحظہ کیجئے حضرت صفوانؓ کے چور کا واقعہ۔

حرف آخر:

آخر میں سب مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ آئیے ہم سب اس قانون پر جمع ہو جائیں جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کر آئے تھے جس پر صحابہؓ و تابعینؓ عمل پیرا رہے۔ اور وہ قانون صرف کتاب و سنت ہے جو اس وقت بھی مکمل تھا جب صحابہؓ و تابعینؓ کا زمانہ تھا اور اب بھی مکمل ہے۔ نہ اُس وقت اس میں کوئی کمی تھی کہ کوئی اسے دُور کرتا، نہ اب کوئی کمی ہے۔ اگر کمی ہو سکتی ہے تو وہ کتاب و سنت کے علم کی کمی ہے جو ہماری کوتاہی ہے نہ کہ کتاب و سنت کی۔ اسی اصل پر عمل پیرا ہونے سے ہم متحد بھی ہو سکتے ہیں اور ہمیں وہ امن و اطمینان بھی حاصل ہو سکتا ہے جو اس مبارک دور میں مسلمانوں کو حاصل تھا۔ ایک سو سال بعد انسانی دماغ کا بنایا ہوا قانون جس نے کتاب و سنت کی تعبیر و تفسیر کے نام پر حدود و شرائع کو معطل ہی کر دیا، نہ بنائے اتحاد ہی بن سکتا ہے نہ اس کی تنفیذ سے امن و سکون کی نعمت ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ میں نے محنت کر کے صرف حد سرقہ کے متعلق کتاب و سنت اور قانون حنفی، دونوں کا خلاصہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے، اور اُمید رکھتا ہوں کہ آپ ایک مُسلم کی حیثیت سے نور و ظلمت کا فرق ظاہر ہو جانے کے بعد کتاب و سنت کی روشنی پر کسی تاریکی کو ترجیح نہیں دیں گے۔ اور کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے پاکستان میں انسان کے بنائے ہوئے کسی بھی قانون کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کریں گے، خواہ وہ قانون حنفی ہو یا کوئی اور! — کیونکہ ہمارے دکھوں کا مداوا صرف قانون الہی کا عملی نفاذ ہے۔

وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکم دل کی

علاج اس کا وہی اللہ کا قانون ہے ساقی